مولانا شہاب الدین ندوی

نکاح کیلئے مرد اور عورت کا انتخاب

ازدواجی زندگی کی اہمیت

شادی بیاہ کر کے گھر گرہستی کی زندگی گزارنا دینی و دنیوی اعتبار سے ایک اچھا اور صحیح اقدام ہے - ازدواجی زندگی سے نہ صرف دنیوی منافع حاصل ہوتے ہیں بلکہ روحانی اعتبار سے انسان کے درجات بھی بلند ہوتے ہیں - خود زہد و عبادت کے لئے بھی دل کی یکسوئی ضروری ہے جو نکاح کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی - بلکہ اس کے برعکس بہت سے زاہد مرتاض ایسے بھی گزرے ہیں جو عمر بھر ریاضت کرنے کے بعد کسی پری رو کے اسیر بن کر اپنی رہبانیت کو تیاگ دے چکے ہیں اور دربار حسن میں سجدہ ریز ہو کر اپنی شکست تسلیم کر چکے ہیں -

امام غزالی نے احیاء العلوم میں تحریر کیا ہے کہ نکاح کے پانچ فوائد (یا مقاصد) ہیں' جو یہ ہیں :

1- اولاد کا حصول جو کہ نکاح کا اصل مقصود ہے-

2- شیطان سے بچاؤ اور شہوت کو توڑنا ' تاکہ اس کے ذریعہ نگاہ نیچی رکھنے اور پاکیزہ زندگی گزارنے میں مدد مل سکے -

3- نفس کو راحت پہنچانا' تاکہ اس کے ذریعہ عبادت و بندگی میں تقویت حاصل ہو سکے - جیسا کہ قرآن مجید میں تصریح کی گئی ہے -

و من ایتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا - اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بات کہ اس نے تمہارے لئے تم ہی میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کر سکو - (روم : 21)

4- قلب کو خانہ داری کے انتظام کے لئے فارغ کرنا - تاکہ وہ خوش دلی کے ساتھ گھریلو اسباب کی فراہمی پر آمادہ ہو سکے - اگر انسان میں جنسی شہوت نہ ہوتی تو پھر اس کے لئے گھر میں تنہا زندگی گزارنا مشکل ہو جاتا -

5- اہل و عیال کے حقوق کی ادائیگی اور ان کی تربیت و اصلاح میں نفس کو مجاہدہ اور ریاضت میں ڈالنا اور اولاد کی پرورش کے لئے کسب حلال کی راہ میں مشقت برداشت کرنا -

رشتہ داری کے لئے کیسا آدمی چاہئے؟

نکاح کے ذریعہ دو اجنبی افراد (مرد اور عورت) کو ایک بندھن میں باندھ کر انہیں ہمیشہ کے لئے ایک کر دیا جاتا ہے - لہٰذا ازدواجی (گرہستی) زندگی گزارنے کے لئے سب سے پہلا مسئلہ ایک رفیق حیات یا جیون ساتھی کے انتخاب کا آتا ہے' خواہ وہ مرد ہو یا عورت' جو زندگی کے ہر موڑ پر ایک دوسرے کے ہم سفر و ہمدم بن کر مذکورہ بالا فوائد حاصل کریں اور ایک دوسرے کے ساتھی بن کر زندگی کو کامیاب بنائیں - کیونکہ زندگی محض موج و مستی نکالنے کا نام نہیں بلکہ دنیا و آخرت کی بھلائیوں کو سمیٹنے کا نام ہے - لہٰذا مرد اور عورت دونوں کے انتخاب میں کافی سوچ بچار سے کام لینا چاہئے -

مگر موجودہ دور میں لوگ شادی بیاہ کے لئے عموماً مال دار یا کھاتے پیتے لڑکوں کی تلاش میں رہتے ہیں - اور اخلاق و دینداری کی طرف بہت کم توجہ مبذول کرتے ہیں - لیکن شریعت کی نظر میں اس کے برعکس اخلاق و دینداری کی زیادہ اہمیت ہے - اور یہ حقیقت قرآن مجید اور حدیث نبوی دونوں سے ثابت ہے - چنانچہ قرآن مجید میں مذکور ہے -

و انکحوا الایامی منکم و الصلحین من عبادکم و امائکم - ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ

- اور تم میں جو بے نکاحی (مرد اور عورتیں) موجود ہیں ان کے نکاح کر دیا کرو - اور اسی طرح تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں جو نیک ہوں ان کے بھی - اگر وہ لوگ (اس وقت) مفلس ہیں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی بنا دے گا - (نور: 32)

اس آیت کریمہ میں دو اہم مسائل بیان کئے گئے ہیں :

1 - مسلم معاشرہ میں جو مرد اور عورتیں بے نکاحی ہیں ان کا نکاح کرا دینا چاہئے - لفظ "ایامی" بے نکاحی مردوں اور عورتوں کے لئے بولا جاتا ہے - اور اس لفظ کی وسعت میں کنواری لڑکیاں ' مطلقہ عورتیں اور بیوائیں سب شامل ہیں -

2 - اگر ایسے بے نکاحی مرد اور عورتیں غریب اور بے سہارا ہوں مگر وہ عادات و اطوار کے اچھے ہوں تو پھر ان کی غربت کی پرواہ کئے بغیر ان کا نکاح کر دینا چاہئے - کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنے فضل و کرم سے غنی یعنی خوشحال بنا دے گا - جیسا کہ پچھلے صفحات میں مذکور احادیث سے اس موضوع پر کافی روشنی پڑ چکی ہے -

چنانچہ حضرت ابن مسعود نے فرمایا : **التمسوا الغنی فی النکاح :** نکاح کے بارے میں اللہ نے جو کچھ حکم کیا ہے اس کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے لئے مالداری کا اپنا وعدہ پورا کرے گا - چنانچہ اللہ

تعالی فرماتا ہے: اگر وہ غریب ہیں تو اللہ انہیں اپنے فضل سے مالدار بنا دے گا۔

نیز اس بارے میں خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا: **ابتغوا الغنی فی الباءۃ**: مالداری (یا معیشت میں فراخی) نکاح میں تلاش کرو۔ پھر آپ نے یہی آیت پڑھی: **ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ**۔

بعض مرفوع احادیث میں اس آیت کریمہ کی مزید تشریح و تفسیر اس طرح مذکور ہے:

اذا جاء کم من ترضون دینہ و خلقہ فانکحوہ' الا تفعلوا تکن فتنۃ فی الارض و فساد کبیر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس ایسا شخص (نکاح کا پیغام لے کر) آئے جس کی دینداری اور اخلاق سے تم راضی ہو تو اس کا نکاح کر دو۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد برپا ہو گا۔

انکحوا الصالحین و الصالحات: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمانو تم نیک مردوں اور نیک عورتوں کا نکاح کر دو۔

انکحوا الایامی منکم - قالوا ما العلائق؟ قال ما تراضی علیہ الاھلون: تم میں جو بے نکاحی مرد اور عورتیں ہیں ان کے نکاح کر دو۔ صحابہ کرام نے پوچھا کہ کن وجوہات کی بنیاد پر؟ فرمایا کہ جن پر تم ایک دوسرے سے راضی ہو سکو۔

دینداری کے ساتھ ساتھ اگر مال و دولت بھی ہو تو پھر سونے پر سہاگہ ہے۔ مگر مال و دولت کو ہر حال میں اولیت دیتے ہوئے دینداری کو پس پشت ڈال دینا صحیح نہیں ہے۔ لیکن اس معاملہ میں لوگ عموماً مالداری اور دنیا داری ہی کے شائق نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ ایک حدیث نبوی میں اس حقیقت پر سے پردہ اس طرح اٹھایا گیا ہے:

ان احساب اھل الدنیا' الذی یذھبون الیہ المال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا والوں کا حسب جس کی طرف وہ دوڑتے ہیں مال ہے۔ (حالانکہ اصل چیز دینداری ہے)

اس اعتبار سے اسلام میں اصل معیار اخلاق اور دینداری ہے اور یہی امام مالک کا مسلک ہے جو بعض صحابہ کرام سے بھی منقول ہے۔ اس کے بر عکس دیگر فقہائے کرام نے اس سلسلے میں دینداری کے علاوہ نسب اور پیشہ کا بھی اعتبار کیا ہے۔ مگر اس سلسلے میں جن احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے وہ حد درجہ ضعیف ہیں۔ اسی بنا پر احناف میں بعض جلیل القدر علماء مثلاً امام ابوالحسن کرخی اور امام ابوبکر جصاص بھی امام مالک اور امام سفیان ثوری کی ہمنوائی کرتے ہوئے نکاح میں کفاءت (نسب اور پیشے

وغیرہ کے اعتبار سے برابری) کو معتبر نہیں مانتے۔

حسب و نسب بمقابلہ دینداری

حاصل یہ کہ اسلام میں حسب و نسب اور پیشوں وغیرہ کا کچھ زیادہ اعتبار نہیں، گو وہ بعض صورتوں میں معتبر ہو سکتا ہے - لیکن اس کے لئے کوئی ضابطہ مقرر کرنا بڑا مشکل کام ہے - اور اس سلسلے میں بعض فقہاء نے جو تفصیلات بیان کی ہیں ان کی پابندی ہر حال میں ممکن نہیں ہو سکتی - بلکہ اسے خود طرفین کی صوابدید اور بصیرت پر چھوڑ دینا چاہئے - اگر دونوں طرف کے لوگ ایک دوسرے سے راضی ہو جائیں تو پھر جھگڑے کی کوئی بات ہی نہیں ہو سکتی - اور یہی بات بعض فقہاء نے بھی کہی ہے - مثلاً شمس الائمہ سرخسی حنفی تحریر کرتے ہیں:

و اذا تزوجت المراة غیر کفء فرضی بہ احد الاولیاء جاز ذلک

اگر کوئی عورت غیر ہمسر (اپنے سے کمتر درجے کے شخص) سے نکاح کر لے اور اس کے سرپرستوں میں سے کوئی ایک اس بیاہ سے راضی ہو جائے تو یہ بات جائز ہے -

اور ملا علی قاری حنفی تحریر کرتے ہیں: **فلان رضیت المراۃ او ولیھا بغیر کفو صح النکاح:** اگر عورت یا اس کا سرپرست ایک نا برابر شخص سے نکاح کے لئے راضی ہو جائے تو یہ نکاح صحیح ہو جائے گا -

اور یہی بات امام شافعی سے بھی منقول ہے کہ اس طرح نابرابری کا نکاح ناجائز یا حرام نہیں بلکہ عورت اور اس کے سرپرستوں کے لئے ایک عیب کی بات ہے - ورنہ اگر وہ راضی ہو جائیں تو پھر نکاح صحیح ہو جائے گا - **(وتوسط الشافعی فقال لیس نکاح غیر الاکفاء حراما فلردبہ النکاح ' و انما ھو تقصیر بالمراۃ و الاولیاء' فلذارضوا صح)'**

ان توجیہات سے یہ مسئلہ بہت بڑی حد تک حل ہو جاتا ہے - بہر حال قرآن مجید کی تصریح کے مطابق اس سلسلے میں اصل چیز تقویٰ اور پرہیزگاری ہے - جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی و جعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا - ان اکرمکم عند اللہ اتقکم: اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا - پھر تمہیں (مختلف) قوموں اور قبیلوں میں بانٹ دیا تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو - (مگر) تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ خدا پرست ہو - (حجرات : 12)

اور اس اصول کی شرح و تفسیر بعض احادیث میں اس طرح مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

یا ایھا الناس ان ربکم واحد' و ان اباکم واحد' الا لا فضل لعربی علی اعجمی ولا لعجمی علی عربی' ولا لاحمر علی اسود' ولا لاسود علی احمر' الا بالتقوی:

اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارے باپ (حضرت آدم علیہ السلام) بھی ایک ہیں - ہاں تو جان لو کہ کسی عربی کو کسی عجمی (غیر عربی) پر یا کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہے سوائے تقویٰ اور پرہیزگاری کے -

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ان ربکم واحد اباکم واحد فلا فضل لعربی علی اعجمی' ولا لاحمر علی اسود' الا بالتقوی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا رب ایک اور تمہارا باپ ایک ہے - لہٰذا کسی عربی کو کسی غیر عربی پر یا کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے سوائے تقویٰ اور پرہیزگاری کے -

و عن ابی ذران النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ انظر فانک لست بخیر من احمر' ولا اسود الا ان تفضلہ بتقوی:

حضرت ابوذر غفاری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ دیکھو تم کسی گورے یا کالے شخص سے بہتر نہیں ہو' بجز اس کے کہ تم تقویٰ میں اس سے بڑھ جاؤ -

یا معشر قریش ان اللہ قد اذھب عنکم نخوۃ الجاھلیہ و تعظمھا بالاباء - الناس من ادم و ادم من تراب - ثم تلا: یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر .....

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے ایک خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے گروہ قریش ! اللہ نے تم سے زمانہ جاہلیت کے گھمنڈ اور باپ دادا پر فخر کرنے کی لت کو تم سے دور کر دیا - تمام لوگ آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے تھا - پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی : اے لوگو ! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے .....

اس موضوع پر علامہ ابن قیم نے زادالمعاد میں کافی اچھی بحث کرتے ہوئے اس سلسلے کی بعض دیگر قرآنی آیات سے بھی استدلال کیا ہے' جو بڑی فکر انگیز ہیں -

رسول اللہ صلعم کا طرز عمل

قرآن اور حدیث کی ان صراحتوں کے بعد اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو دیکھا جائے اور آپ کی سنت مطہرہ پر نظر ڈالی جائے تو حقیقت حال پوری طرح واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "حسب و نسب" کے اس بت کو توڑنے کے لئے اپنی پھوپی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش (جو عبدالمطلب کی نواسی اور ہاشمی خاندان کی ایک فرد تھیں) کا نکاح زید بن حارثہ سے کر دیا تھا' جو نہ صرف آپ کے آزاد کردہ غلام (مولیٰ) تھے (جن کو بعد میں آپ نے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا) بلکہ وہ ہاشمی یا قریشی بھی نہیں تھے۔ اگرچہ وہ عربی الاصل تھے۔ مگر ان دونوں کے درمیان نبھ نہ سکی اور بہت جلد طلاق ہو گئی۔ اس کے بعد حضرت زینب کا نکاح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا۔ اور یہ واقعہ خود قرآن مجید میں بھی مذکور ہے۔

واضح رہے زمانہ جاہلیت میں منہ بولے بیٹے (متبنیٰ) کا درجہ سگے بیٹے ہی کی طرح ہوا کرتا تھا۔ اور منہ بولے بیٹے کی بیوی سگی بہو کی طرح تصور کی جاتی تھی۔ اس لئے اسلام نے اس غلط رسم کو توڑنے کے لئے یہ اقدام کیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں تصریح موجود ہے:

فلما قضی زید منها وطرا زوجنکها لکی لا یکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیائهم اذا قضوا منهن وطرا - وکان امر الله مفعولا:

پھر جب زید نے اس سے (یعنی زینب سے) اپنی حاجت پوری کر لی تو ہم نے تجھ سے اس کا نکاح کر دیا۔ تاکہ اہل ایمان پر ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی گناہ نہ ہو' جب کہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر لیں۔ اور اللہ کا حکم ہو کر رہے گا۔ (احزاب: 37)

نیز قرآن مجید نے یہ بھی اعلان کر دیا کہ کسی کو متبنیٰ بنا لینے سے وہ سگا بیٹا نہیں ہو جاتا۔ لہٰذا ایسے افراد کو ان کے اصل باپوں ہی کی طرف منسوب کیا جائے:

ادعوهم لآبائهم هو اقسط عند الله: (اپنے منہ بولے بیٹوں کو) ان کے اصلی باپوں کے نام سے پکارو۔ اللہ کے نزدیک یہی بہتر انصاف ہے۔ (احزاب: 5)

اسی طرح حضرت زید بن حارثہ کے اس واقعہ میں ہمارے لئے کئی اسباق و بصائر موجود ہیں۔

پھر اس واقعہ کے بعد حضرت زید بن حارثہ نے قریش ہی کے بعض دیگر شرفاء کے گھرانوں سے بھی رشتہ ازدواج قائم کیا۔ مثلاً ان کا نکاح ام کلثوم بنت عقبہ سے' پھر درہ بنت ابولہب بن عبدالمطلب سے اور پھر ہند بنت عوام (حضرت زبیر بن العوام کی بہن) سے ہوا۔